سوال

(52)ایک تہائی سے کم میں وصیت

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

یہ تو معلوم ہے کہ ایک شخص اپنے مال کے ایک تہائی حصہ میں وصیت کر سکتا ہے تو کیا یہ جائز ہے کہ وہ ایک تہائی سے کم میں وصیت کرے جبکہ آدمی کے پاس دولت بھی زیادہ ہو؟ مال وصیت کو کہاں خرچ کیا جائے؟ کیا یہ واجب ہے کہ قربانی کے لئے بھی وصیت کی جائے؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

نبی ﷺ نے حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ سے اس وقت فرمایا تھا جب سعد بیمار تھے اور انہوں نے آپ ﷺ سے یہ پوچھا تھا کہ کیا وہ اپنے مال کا دو تہائی حصہ صدقہ کر سکتے ہیں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں'' انہوں نے ایک تہائی حصہ کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((الثلث والثلث کثیر انک أن تذر ورثتک أغنیاء خیر من أن تذرہم عالة یتکففون الناس)) (صحيح البخاري)

''ہاں ایک تہائی اور ایک تہائی حصہ بھی بہت ہے ،اپنے وارثوں کو دولت مند چھوڑ کر جاؤ یہ اس سے بہتر ہے کہ تم ان کو فقیر چھوڑ کر جاؤ کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں۔''

ابن عباس ؓ نے فرمایا کہ اگر لوگ تیسرے کے بجائے چوتھے حصے کی وصیت کریں تو یہ زیادہ موزوں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الثلث والثلث کثیر)) (صحيح البخاري)

''تیسرے حصے کی وصیت کرو اور تیسرا حصہ بھی بہت ہے۔''

اور

((أوصیٰ أبو بکر بالخمس)) (مصنف عبدالرزاق)

''حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے اپنے مال کے پانچویں حصے میں وصیت فرمائی تھی۔''

تو اس سے معلوم ہوا کہ حالت مرض میں صدقہ اور وصیت کرنے کی زیادہ سے زیادہ حد ایک تہائی ہے۔

تہائی سے کم کی کوئی حد نہیں ہے، وصیت کرنے والا اپنے مال کے بارے میں جو وصیت کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ تہائی سے زیادہ مال کے بارے میں وصیت نہ کرے اور اگر وہ تہائی سے کم مثلاً چوتھے یا پانچویں یا چھٹے حصے کے بارے میں وصیت کرے تو یہ افضل ہے، خصوصاً جبکہ مال بھی زیادہ ہو۔ افضل یہ ہے کہ وصیت نیکی کے کاموں کے بارے میں ہو مثلاً فقیروں، مسکینوں، مسافروں اور مجاہدوں کی مدد کے ئے مسجدوں اور دینی مدرسوں کی تعمیر کےلئے یا رشتہ داروں پر صدقہ کےلئے اور اگر وصیت کرنے والا اپنے لئے یا اپنے دیگر اہل خانہ کی طرف سے قربانی کےلئے وصیت کر جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ قربانی بھی شرعی تقریبات میں سے ہے، وصیت ان لوگوں کی مدد کےلئے بھی کی جا سکتی ہے جو شادی کے اخراجات برداشت کرنے سے عاجز ہوں یا جو مقروض اپنا قرض ادا نہ کر سکتے ہوں۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ اسلامیہ

ج3ص53

محدث فتویٰ